قول فیصل

یعنی

کارروائی مناظرہ حکیم امجد حسین صاحب ساکن گیا مع فیصلہ
وحکم سرکار شریعتمدار عمدۃ الحکماء المتالہین وفخر العلماء والمجتہدین
آقا السید احمد مجتہد العصر والزمان مدظلہ العالی

حسب الحکم سرکاران والاشان فخر الاعیان میرزا محمد جعفر علیخان بہادر
ورکن الزمان میرزا محمد صادق علیخان بہادر دام اقبالہما وضاعف
اجلالہما

بسعی واہتمام سلالۃ السادات داروغہ سید محمد نصیر صاحب دام مجدہ
ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء

در مطبع عالی اثنا عشری سید ضیاء علی رضوی واقع لکھنؤ طبع گردید

اقرار نامہ

پہلے میں مدعی ہوں کہ شیعہ امامیہ فرقے کے لوگ جو اثنا عشری ہیں کیسے ہی گنہگار ہوں وہ جہنم میں ہرگز ہرگز نہ جائیں گے۔

دوسرے جناب آدم علیہ السلام آسمان پر خلق نہ ہوئے اور نہ جنت موعودہ میں [illegible] اور نہ اوس سے نکالے گئے جنت میں داخل ہونے کے بعد نکلنا محال ہے۔

تیسرے شیطان آسمان پر نہ گیا اور نہ جاسکتا ہے اور نہ جاسکتا تھا۔ اور نہ جنت میں شیطان بہکا تھا اور نہ جنت جھوٹ بولنے کی جگہ ہے۔

میں اپنے وجوہ مستند مذکورہ بالا کے بابت جناب مولوی سید احمد صاحب قبلہ علامہ ہندی کو میں اپنے اور مولوی سید سجاد حسین صاحب کے حکم مقرر کرکے اقرار کرتا ہوں کہ جو فیصلہ ہم دونوں کے دلائل سننے کے بعد جناب علامہ ہندی موصوف بعد سننے ثبوت قرآنیہ کے فیصلہ صادر فرمائینگے وہ مجھکو بطریق منظور ہوگا۔ اگر جناب مولانا علامہ ہندی صاحب عنداللہ میرے خلاف بھی فیصلہ دینگے تو میں اپنے تمام دلائل کو لغو و باطل سمجھونگا۔

العبد

سید امجد حسین بقلم خود ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء

گواہ شد — گواہ شد — گواہ شد — گواہ شد

محمد سجاد علی خان بقلم خود — سید ابراہیم بقلم خود — سید [illegible] بقلم خود — سید [illegible] حسین بقلم خود — مرزا [illegible]

فہرست کتب ما بین سید امجد حسین صاحب و جناب مولانا محمد سجاد صاحب قبلہ یہ امر طے پایا ہے کہ صرف کتب ہائے مندرجہ ذیل کے سوا کوئی وجہ ثبوت [illegible] پیش نہ کیا جائیگی۔

۱ بحار الانوار ۲ تفسیر مجمع البیان ۳ تفسیر صافی ۴ تفسیر قمی ۵ تفسیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

اسمائے حاضرین جلسہ جنکے روبرو فیصلہ سُنایا گیا

(۱) العالم العلیم العلام اخی وصنوی و مہجۃ قلبی مولوی السید ابو الحسن النقوی سلمہ اللہ تعالیٰ

(۲) جناب مولوی حکیم جعفر محمد صاحب صدر الافاضل

(۳) جناب مولوی سید علی صاحب متعلم مدرسۃ الواعظین صدر الافاضل

(۴) جناب مستطاب میرزا بہادر مرزا محمد جعفر علیخان صاحب زاد اقبالہٗ

(۵) جناب مستطاب میرزا محمد صادق علیخان صاحب بہادر زاد اقبالہ

(۶) جناب مستطاب سید علی احمد صاحب وکیل

(۷) جناب مستطاب مولوی سید علی غضنفر صاحب

(۸) جناب مستطاب مولوی سید ابراہیم صاحب

(۹) جناب مستطاب سید مرتضیٰ صاحب

(۱۰) جناب مستطاب داروغہ سید محمد نصیر صاحب

(۱۱) جناب مستطاب محمد نواب صاحب متولی امام باڑہ آغا باقر مرحوم

(۱۲) برادر مولوی سید رضی سلمہ

(۱۳) جناب مستطاب نواب قاسم علیخان صاحب عرف نواب محسن صاحب زاد اقبالہٗ عمیم

تجویز ثالث بمقدمہ مسئلہ شفاعت حکیم سید احمد حسین صاحب مدعی

بنام

مولوی سید محمد سجاد صاحب مدعا علیہ مجیب

باسمہ سبحانہ

بتاریخ ۲۰ رجب المرجب سنہ ۱۳۴۱ ہجری مطابق ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء شب سہ شنبہ آٹھ بجے شب کو کوٹھی جناب مستطاب مرزا محمد صادق علیخان صاحب زاد اقبالہ واقع چاہ کنکر لکھنؤ مین حسب اقرار نامہ مکتوبہ ۱۹ مارچ سنہ ۲۳ء منسلکہ تجویز ہذا حکیم سید احمد حسین صاحب متوطن ضلع گیا۔ اور مولانا مولوی سید محمد سجاد صاحب متوطن لکھنؤ سے میرے روبرو فیصلہ کیواسطے مناظرہ شروع ہوا۔

حکیم سید احمد حسین صاحب موصوف نے تین دعوے ہین جنکو مین نمبروار لکھکر اپنی مختصر تجویز کے ساتھ طے کرون گا۔

پہلا دعوے

حکیم سید احمد حسین مدعی کا بیان ہے شیعہ امامیہ فرقے کے لوگ جو اثنا عشری ہین کیسے ہی گنہگار ہون وہ جہنم مین ہرگز نہ جائین گے۔

مدعی کے دعوے مین حسب ذیل تنقیحات نکلتے ہین۔

(۱) ایمان کے لئے اعمال شرط نہین ہین محض اعتقاد نجات کا سبب ہے۔

(۲) کافر منافق ہی جہنم مین جاویگا مومن کے لئے وعدہ جہنم نہین ہے۔

(۳) جو جہنم مین جاتا ہے وہ نکالا نہین جاتا مومن اگر گناہ کی پاداش مین جہنم مین جاوے تو پھر جنت کی صورت نہ دیکھے گا۔

(۴) قیامت کے روز جن وانس کے گناہ کی پرسش ہی نہ ہوگی اس لئے بہشت دوزخ سے

معونی من المجاز مسلمات سے ہے قطع نظر اسکے تبادر ملا قرینہ دلیل حقیقت ہو اور قرینہ آیۂ مبحوثہ میں ورود
کے معنوں میں استعمال کے لئے مفقود ہے پس مدعی کو اس تفسیر بالرائے سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا
اور اگر ہم بالفرض مدعی کی تفسیر کو مان بھی لیں تو بھی مدعی کو انکی خود ساختہ تفسیر سے کوئی فائدہ نہیں
پہونچتا اس میں نفی پر خاص کسی عبادت و عمل سے بحث نہیں ہے مدعی نماز کو اوڑا دینے سے بھی
کوئی فائدہ نہیں اوٹھا سکتا جبتک عام اعمال کی نفی نہ ثابت کرے اگر بالفرض صلوٰۃ کے معنے
درود کے بھی ہوں تب بھی درود ایک ذکر اور عبادت و عمل خیر ہے ویسا ہی جیسے نماز پس عمل
شرط ایمان رہا جیسا کہ مجیب مدعا علیہ کا دعوی ہے مدعی حق الیقین کے پیش کرنے سے بھی
فائدہ نہیں اوٹھا سکتے حق الیقین میں بیشک بہت سے اقوال ہیں لیکن انکا یہ مطلب نہیں کہ وہ سب
صحیح ہیں محض اختلاف آرا کے پیش کرنے سے کوئی فائدہ مدعی کو نہیں جبتک کہ وہ اپنی مسلمہ تعریف
پر دلیل نہ لادیں جیسے وہ قاصر ہیں مومن کی جو تعریف آیت سے پیش کی ہے وہ غلط ہے آیۂ ایمان
کی تعریف کو نہیں بیان کر رہی ہے بلکہ مومن و متقی کے صفات کا ذکر کر رہی ہے۔ مدعا علیہ مجیب نے
جو تعریف ایمان کی پیش کی ہے وہ یہ کہ اعتقاد بالجنان و عمل بالارکان اقرار باللسان ہے
تفسیر مجمع البیان میں آیۂ یومنون بالغیب کی تفسیر میں حضرت علی ابن موسی الرضا علیہ السلام نے
ایسا ہی فرمایا ہے پھر وہ مدعی کی آیۂ ھدی للمتقین سے اسطرح استدلال کرتے ہیں کہ متقیوں کی
صفت ایمان بالغیب ہے پرہیزگاری مقدم ہے ایمان سے۔ اور پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں اس آیۂ میں
ایمان بالغیب اور انفاق و اقامت صلوٰۃ تینوں برابر کی صفتیں ہیں جس سے صاف ظاہر ہے
کہ پرہیزگار ہی مومن ہوگا اور پرہیزگار ہی اقامت صلوٰۃ کرے گا اور پرہیزگار ہی انفاق کرے گا
اور یہ سب عمل ہیں محض اعتقاد نہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ ایمان میں عمل شرط ہے مجیب آیۂ
یسئلونک عن الخمر والمیسر سے بھی استدلال کرتے ہیں مجمع البیان میں ہے رسول نے
شارب خمر پر لعنت کی ہے جسپر رسول لعنت فرمائیں وہ ہرگز نہ بخشا جائیگا جو صاف دلیل ہے اس
بات کی کہ نجات کیلئے ایمان کے ساتھ عمل بھی شرط ہے مجیب حق بجانب ہیں بلکہ ہر مذہب
کے تمام مذاہب اور عقل کا اتفاق ہے کہ بدون نیک چلنی کے کوئی [illegible] میں کوئی
داخل نہ کیا جائیگا۔ اسلام جنکی بنا تمام تر حسن و قبح عقلی پر ہے وہ کب بدکار کو بہشت میں داخل کر سکتا ہے

خدا کی قدوسی کے بالکل خلاف ہے۔ اور اُسکی عدالت کے بالکل منافی ہے۔ اگر خدا بدکار مسلمانون کو صرف ایمان کیوجہ سے سزا نہ دے تو خدا کے سب وعدہ وعید جھوٹے ہو جائینگے قرآن مجید احادیث اون وعیدون سے مملو ہین جو گنہگارون سے کی گئی ہین تا اسکا فیصلہ کو قوی کرنے کی غرض سے ہم چند آیتین پیش کرتے ہین۔

(۱)۔ جزاء سیئة سیئة مثلها سورہ شوریٰ۔ برائی کا بدلہ تو ویسا ہی برائی ہے۔

(۲)۔ من جاء بالسیئة فلا یجزیٰ الا مثلها سورہ انعام جسنے برائی کی ویسا ہی اوسکو بدلہ دیا جائیگا

(۳) احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھو لا یفتنون سورہ عنکبوت۔ کیا لوگون نے سمجھ لیا ہے کہ اتنا کہدینے سے کہ ہم ایمان لائے چھوڑ دئے جاوینگے۔ اور اون کا امتحان نہ لیا جائیگا

(۴)۔ ومن الناس من یقول امنا باللہ و بالیوم الاخر وما ھو بمؤمنین۔ سورہ بقر اور بعض لوگ ایسے بھی ہین کہ جو کہتے ہین کہ ہم خدا پر اور روز قیامت پر ایمان لائے حالانکہ وہ ایمان نہین لائے ہین۔

(۵)۔ ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا ساء ما یحکمون سورہ عنکبوت کیا جو لوگ برے کام کرتے ہین اونھون نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ ہمسے بچکر نکل جائینگے یہ لوگ کیا ہی برے حکم لگاتے ہین۔

(۶)۔ من عمل سیئة فلا یجزیٰ الا مثلها سورہ مومن جو برا کام کریگا اوسے ویسا ہی بدلا ملیگا۔

(۷)۔ ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلهم کالذین امنوا وعملوا الصالحات سواءً محیاهم ومماتهم ساء ما یحکمون وخلق السمٰوات والارض بالحق ولتجزیٰ کل نفس بما کسبت وھم لا یظلمون سورہ جاثیہ جو لوگ برے کام کیا کرتے ہین کیا وہ یہ سمجھتے ہین کہ ہم اونکو اون لوگون کے برابر کردینگے جو ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرتے ہین اور اُن سب کا جینا مرنا ایک سان ہوگا یہ لوگ برے حکم لگاتے ہین اللہ نے سارے آسمان و زمین کو حکمت و مصلحت سے پیدا کیا اور تا کہ ہر شخص کو اوس کے کئے کا بدلا دیا جائے اور اون پر ظلم نہین کیا جائیگا۔

(۹) من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ وھو مومن فاولٰئک یدخلون الجنۃ یرزقون فیھا بغیر حساب (سورۂ مومن) جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت مگر ایماندار ہو تو ایسا شخص بہشت میں داخل ہوگا وہاں اوسے بےحساب روزی ملیگی۔

مذکورہ آیات میں صاف و صریح بتایا ہے کہ نیکیوں کا عوض ضرور ملیگا مومن ہو خواہ کافر بلا قید خصوصاً آیہ نمبر ۴ و ۹ میں واضح کر دیا ہے زبانی مومن بنایا جاتا ہے مومن جب عمل صالح کرے تب ہی بہشت میں جاسکتا ہے۔ باوجود اس عموم اطلاق کے اگر ہٹ دھرمی کہا جاوے کہ مذکورہ آیتوں میں کافروں سے خطاب ہے اور ہم اس دعوے کو فرضاً مان لیں تو کیا کافر گناہ نہ کرنے پر بخشش دیا جاویگا ہرگز نہیں اوسکا کفر ہی کیا کم ہے جس کے لئے حتمی وعدہ جہنم کا ہے پھر یہ پاداش گنہگاری کی مومن فاسق ہی کے لئے ہے جو عین عدل ہے۔

اب ذرا خاص خاص گناہوں پر سزا کے وعید کو بھی سُن لو جنمیں خاص مومن سے خطاب ہے۔

(۱) یاایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون (سورۂ مائدہ) ایماندارو شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک وشیطانی کام ہے تم لوگ اوس سے بچے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اجتنبوا صیغۂ امر ہے جو کہ وجوب کے واسطے ہے اور فلاح و نجات مشروط ہے پرہیز کے ساتھ پرہیز نہ کیا مومن نے تو نجات ناممکن ہے۔

(۲)۔ یاایھا الذین اٰمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون (سورۂ حج) ایمان دارو رکوع کرو اور سجدے کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نیکی کرو تاکہ تمکو فلاح ہو۔

مومن کی نیکی و فلاح موقوف رکھی گئی ہے رکوع و سجود و عبادت پر۔

(۳)۔ ومن یقتل مومناً متعمداً فجزاءہ جھنم خالداً فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذاباً عظیماً۔ (سورۂ نساء) جو شخص مومن کو جان بوجھ کر مار ڈالے اوسکی سزا ہمیشہ کیلئے جہنم ہے اور خدا کا اوسپر غضب ہے اور اوسپر خدا کی لعنت ہے اور اوسکے لئے سخت عذاب رکھا گیا ہے۔

کافر سے یہ وعید نہیں ہے وہ تو بدون قتل مومن بھی اس وعید کا مستحق ہے ۔ لہذا اوسکا تعلق بھی مومن ہی سے ہے ۔

(۴) ۔ یا ایھا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما ومن یفعل ذلک عدوانا وظلما فسوف نصلیہ نارا (سورۂ نساء) اے ایمان والو آپسمین ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ لیکن اگر باہم رضامندی سے تجارت کرو اور خود اپنے آپ کو نہ مار ڈالو خدا تو خود تمہارے جان پر مہربان ہے اور جو کوئی ناحق ایسا کرے گا تو یاد رکھے جلد ہم اوسکو آگ مین جھونک دین گے ۔

(۵) ۔ ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا وسیصلون سعیرا (سورۂ نساء) جو لوگ یتیمون کا ناحق مال کھا جاتے ہین وہ اپنے پیٹ مین انگارے بھرتے ہین اور عنقریب جہنم واصل ہون گے ۔

منجملہ سینکڑون وعیدون کے ہمنے چند آیتین پیش کی ہین جس سے اب بالکل گفتگو کی گنجایش نہین ہے ۔ اور ایمان کے لئے عمل صالح ہونا لازم ہے بدون اسکے نجات ناممکن ہے لہذا مدعی اس طریقہ استدلال مین بالکل ناکام ہین ۔

(ب) دوسرا طریقہ اثبات تنقیح مین مدعی نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ان آیات کو پیش کرتے ہین جو بالاطلاق مومن کی نجات کے بارے مین ہین اور وہ حسب ذیل ہین ۔

(۱) ۔ وعد اللہ المومنین والمومنات جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ۔ (سورۂ توبہ)

(۲) ۔ قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ان اللہ غفور الرحیم (سورۂ زمر)

(۳) ۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ولکم فیہا ما تشتہی الانفس ۔

(۴) - كل نفس بما كسبت رهينة الا اصحاب اليمين في جنات يتساءلون عن المجرمين ما سلككم في سقر (سورہ مدثر)

(۵) - يا ايتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية فادخلي في عبادي وادخلي جنتي (سورہ فجر)

(۶) - ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر اولئك هم المفلحون -

اس آیت کے بعد مدعی نے خاص طور پر نوٹ کر دیا ہے کہ ایک ایسا فرقہ ہوگا جو ان صفات سے متصف ہو اور وہی مفلح ہوگا اور جو مفلح ہے وہ مومن ہے -

(۷) - ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة

اس کے بعد چند حدیثیں پیش کی ہیں -

(۱) - حب علي ياكل الذنوب كما تاكل النار الحطب

(۲) - حب علی وہ حسنہ ہے جسکو کوئی سیئہ ضرر نہیں پہونچاتا اور بغض علی وہ سیئہ ہے جسکو کوئی حسنہ نفع نہیں پہونچاتا - (حق الیقین)

(۳) - من مات ولم يعرف امام زمانه مات ميتة جاهلية -

(۴) - ستفترق امتي على ثلث وسبعين فرقة كلهم في النار الا واحدة

(۵) - من بكى على الحسين او ابكى او تباكى وجبت له الجنة

فاضل مجیب نے اسکو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ سب حدیثیں اور آیات مومن ہی کے حق میں ہیں اور مومن بلا شک جنت میں جائیگا -

لیکن مدعا علیہ نے مخالفت کے دو پیرایہ اختیار کئے ہیں -

(الف) - مصداق آیات خاص زمانہ کے لوگ ہیں ہر زمانہ کے مومنوں سے ان آیات کا تعلق نہیں - مجیب اپنے مفہوم و مقصود کو واضح نہیں کرتے لیکن بظاہر وہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ آیات شان ائمہ ہدیٰ و اصحاب خاص میں وارد ہوئے ہیں اسکا ثبوت مجیب کے ذمہ ہے نہ کہ مدعی اسکے نہ ہونے کا جبتک ذمہ دار ثبوت نہیں ہوتا ہے - مجیب اپنے دعوے کے

نبوت مین کچھ نہین لکھتے اور اگر کچھ کہین بھی اور تفاسیر و اخبار سے تائید اپنی پیش بھی کرتے تھین اس بارے مین ادنسے اتفاق نہین کر سکتا تھا۔ اصول فقہ مین طے ہوا ہے قران و حدیث کے عام خطابات جبتک کوئی مخصص نہو عام رہینگے بیشک بعض احادیث مین ایسا ہے کہ مراد اون سے خاص حضرات آئمہ ہوئے ہین لیکن عام عام ھی رہیگا اور یہ حضرات مومن کی فرد اعلی و اکمل واتم ہونے کی وجہ سے ممتاز کئے گئے ہین اگر ایسا نہ ہو تو احادیث کے جاننے والون مین یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ کثرت سے حدیثین ہین جسمین بتایا گیا ہے کہ ہر بہتر نام قران مجید مین جہان مذکور ہوا ہے اوس سے مراد حضرات ائمہ معصومین ہون گے اور ہر برے نام سے مراد اون کے اعدا ہونگے جب ایسی حدیثین ہم دیکھتے ہین تو پھر باقی کیا رہتا ہے لیکن اصل یہ ہے کہ یہ حضرات ہر نیکی و شرافت کی فرد اکمل ہین تو بیشک جہان جو شرف اور اچھائی مذکور ہوگی قاعدتاً جامع فضائل و مناقب ہونیکی وجہ سے یہ حضرات ضرور داخل ہون گے۔ لہذا مجیب کی اس بحث کو مین قبول نہین کرتا۔

(ب)۔ مجیب کا بیان ہے کہ مومن وہ ہے جو گناہ نہ کرے اس بارے مین خصوصیت سے اصول کافی کا باب الطاعت پیش کرتے ہین وہ حدیث مشہورہ ہمام کو پیش کرتے ہین اور خطبۂ رسول کو جو ایسی حجۃ الوداع پر آپنے صفات مومن بین فرمایا ہے پیش کیا ہے۔ اور وما شیعتنا الا من اطاع اللہ کو پیش کیا ہے۔ اسی قبیل سے اور حدیثین بھی پیش کی ہین۔

اس تقریر کا نتیجہ جو کچھ میری سمجھ مین آتا ہے وہ یہ ہے کہ مومن کو معصوم ہونا چاہئے جو کسی وقت مین گناہ نہ کرے اور اوہر گناہ کیا ایمان سے خارج ہوگیا اجماع فقہا و متکلمین و محدثین ہے کہ عصمت مخصوص ہے اور مومن عام ہے معصوم و غیر معصوم سے جو مومن گناہ کرے اوس کے بہشت مین جانے سے اور جہنم سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ رہنے سے کسکو انکار ہو سکتا ہے۔ بحث تو اس مین ہے کہ جو مومن گناہ کرے اوسکے بہشت مین جانے سے انکار ہوسکتا ہے یا نہین اور کوئی صورت ایسی ہوسکتی ہے کہ وہ بہشت مین جاوے یا بلا سفر کے گنہگار جنت مین جاویگا۔ مدعی کا یہ کہنا کہ مومن باوجود گناہ ترک نماز و روزہ

حج و زکوۃ اور باوجود بجا لانے محرمات کے مثل شرب خمر و زنا و چوری و قتل نفس و غیرہ وغیرہ
بہشت میں جاویگا قرآن و حدیث کو جھٹلانا کفر ہے اور اگر حرام کو حلال سمجھ کر اختیار کرے
یا حلال خدا کو حرام کرے جو کچھ رسول نے فرمایا ہے سوا اعتقاد حبیب اوس سے انکار یقیناً
[illegible] انکار ہے ترک یا اصرار قصداً عمداً یا کفر تو لعنت یا کفر جیسے کتاب
[illegible] کا بیان حدیثوں [illegible] ہے اور تمام علماء کا [illegible] ہے۔

اور جو آیتیں مدعی نے پیش کی ہیں یا حدیثیں بیشک بعض اونمیں کی عام ہیں لیکن تخصیص
اونکی اون آیات کثیرہ اور [illegible] سے ہوتی ہے جنمیں عمل صالح کی شرط ہے یا توبہ
استغفار کی شرط ہے بشرطیکہ خدا توبہ بھی قبول کرے اور ایسے گنہگاری پر بہ نسبت خدا کی قسم ہے
کہ وہ جہنم ہی میں ڈالے گا۔

مومن گنہگار گناہ کو گناہ سمجھ کر مرتکب ہو اور مستحق سزا سمجھے اور نادم ہو کر توبہ کرے تو خدا بخشنے
والا ہے اور بہشت میں ایسا شخص جا سکتا ہے سینکڑوں حدیثیں ایسی بارے میں ہیں اجماع
علما کے آیات قرآنی بھی شاہد ہیں۔

قرآن مجید میں صاف و صریح ہے ومن یعمل سوء او یظلم نفسہ ثم یستغفر
اللہ یجد اللہ غفورا رحیما (سورہ نساء) جسنے برا کام کیا۔ اپنے نفس پر ظلم کیا پھر خدا سے
توبہ کرلی خدا اوسپر رحم و بخشش فرما دے گا۔

پس وہ حدیثیں جو صاحب نے پیش کی ہیں صفات مومن ہیں اگر اوس سے یہ سمجھ لیا جاوے کہ
طرفۃ العین گناہ کرنا ایمان سے بلا شرط خارج کر دیتا ہے غلط ہے مومن کو معصوم ہونا لازم
ہوجاویگا پھر توبہ و استغفار و شفاعت بیکار ہوجاویگی۔ درحقیقت جناب نے جو کچھ ہے
وہ صحیح ہے قاعدہ ہے تعریف اور حد تام ہر شے کی وہی ہے جو جامع و مانع ہو کوئی
فرد اوسکی نہ چھوٹے اور نہ غیر جنس اوسمیں شامل ہو اگر احادیث میں ایسے صفات مذکور
نہ ہوتے تو کامل الایمان کو وہ اعتبار نہ شامل ہو سکتے بیشک کامل الایمان وہی ہے جو اعمال صالحہ
میں ہے اور اگر گناہ کی اجازت اعتبار میں ہوتی تو جرأت [illegible] ملانا ہوتی جیسا پر خدا و رسول کو
تو [illegible] گناہ ہی مطلوب ہے اسکے خلاف کیونکر ہو سکتا ہے پس میرا اعتبار [illegible]

عموم تائبین و مستغفرین کی حدیثوں اور آیتوں سے مقید ہو دینگی۔

اب ہم ایک اجمالی نظر ان آیات و اخبار پر کرتے ہین جو مدعی نے پیش کی ہین۔

آیۂ نمبر (۱)۔ مدعی کی نفظ مین عام ہے حالانکہ اس آیت سے مقدم جو آیت ہے وہ یہ ہے

والمؤمنون والمؤمنات بعضھم اولیاء بعض یأمرون بالمعروف

وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ ویطیعون اللہ

ورسولہ اولئک سیرحمھم اللہ (سورۂ توبہ) اور ایماندار مرد و عورتین

بعض کی بعض رفیق ہین لوگون کو اچھے کام کا حکم دیتے ہین اور برے کام سے روکتے ہین

پابندی سے نماز پڑھتے ہین اور زکوٰۃ دیتے ہین اور خدا اور اوس کے رسول کی

فرمان برداری کرتے ہین یہی لوگ ہین جنپر عنقریب خدا رحم کرے گا۔

وہ رحم جو اس آیہ مین مذکور ہے اوسیکو آیہ نمبر ایک مین خدا نے بتایا ہے آیہ مین صفات

مومن اور اوسکے اعمال کا ذکر ہے۔

مومن بے عمل کے لئے ہرگز آیہ نمبر ایک نہین ہے جیساکہ مدعی کا خیال ہے۔

آیۂ نمبر (۲)۔ تائبین و مستغفرین کے لئے ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم

اے رسول کہدیجئے جنہون نے اپنی جانون پر زیادتیان کی ہین یعنے گناہ اونکے خدا

سب بخش دے گا۔

ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا یہ ایک وعدہ ہے بخشش کا عطف کے ساتھ اسکے بعد

فوری فرمایا ہے وانیبوا الی ربکم واسلموا لہ من قبل ان

یاتیکم العذاب ثم لا تنصرون (سورہ زمر) اور اپنے پروردگار

کیطرف رجوع کرو اور اوسکے فرمان بردار بنجاؤ اوس وقت کے قبل ہی کہ تمپر

عذاب نازل ہو اور پھر تمہاری مدد نہ کیجا سکے۔

بدون ندامت و توبہ اور فرمان برداری ہرگز بخشش محض ایمان سے نہ ہوگی صاف

ارشاد الٰہی ہے۔ آیہ نمبر ۳ مین کہین ایمان کا ذکر نہین صرف اقرار ربوبیت پر جنت

کی بشارت ہے۔ پھر کیا مدعی کے نزدیک اقرار ربوبیت نجات کیواسطے کافی ہے۔

حالانکہ وہ بھی اسکے قائل نہین

آیۂ نمبر (۴) - بالکل خلاف ہے اسلئے کہ جہنم والون کا جواب بتا رہا ہے -

قالوا لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین وکنا نخوض مع الخائضین وکنا نکذب بیوم الدین - (سورہ مدثر)

وہ لوگ کہین گے ہم تو نہ نماز پڑھتے تھے نہ محتاجون کو کھانا کھلاتے تھے اور باطل پرستون کے ساتھ ہم بھی برے کامون مین گھس پڑتے تھے اور روز جزا کو جھٹلایا کرتے تھے -

ترک نماز و بدکاری وغیرہ جہنم مین جانے کا سبب ہوئی اگر اصحاب یمین بھی صفات مذکورہ سے متصف ہوتے تو وہ بھی جہنم ہی مین جاتے وہ ایسے نتھے جیسے اصحاب جہنم عمل صالح کرتے تھے اسی لئے وہ رستگار ہوئے -

آیۂ نمبر (۵) - تو بالکل مدعی کے مطلوب کی دلیل نہین ہے نفس مطمئنہ سے خطاب ہے نفس مطمئن وہی ہے جو مطیع ہو خدا کا نافرمان نہ ہو نافرمانی مین مالک کی ہرگز اطمینان نفس عقلاً نہین اور جب اطمینان نفس نہین تب مخاطب بھی نہین ہو سکتا -

آیۂ نمبر (۶) مع اوس نوٹ کے جو مدعی نے درج کر دیا ہے بالکل مدعی کے خلاف - ہے نجات اوسی کے لئے معین ہے جو نیکی کی دعوت دے اور احکام الہی کا پابند بنا دے اوسکے سیئات سے روکے یہ صفات مومن کو اعمال کے ساتھ مخصوص کرتی ہین محض ایمان کافی نہین ہے -

آیۂ نمبر (۷) بالکل مخالف دعوے ہے جب مال و جان مومن کے خدا کے ہاتھ بک گئے تو اوسکی طاعت مین صرف ہونا چاہیئے - نہ کہ اوسکی نافرمانی مین -

ہم اگر تفاسیر کیطرف رجوع کرتے تو بحث کو طول تھا لہذا بنظر اختصار مدعی کے پیش کردہ آیتون سے تصفیہ مناسب معلوم ہوا -

اب اجمالی نظر احادیث پر بھی مناسب ہے

حدیث نمبر ۱ - حدیث اگرچہ عام گناہون کو بتاتی ہے جسمین شرک باللہ انکار رسالت اہانت

سب داخل ہے۔ جیسے نصیری یا مشرک وکافر درست عمل ہو۔ لیکن ہرگز وہ بخشے نہ جائیں گے۔ اور خود اسکا اقرار مدعی کو بھی ہے وہ ایمان کے لئے توحید عدل نبوت وجنت کو لازم سمجھتا ہے معلوم ہوا کہ حدیث مین عام گناہ مقصود نہین ظاہر عام ہے لیکن خاص گناہ اوس سے مقصود ہین جنکی بخشش کو اخبار واحادیث نے ذکر کر دیا ہے۔ اور اس حدیث سے صرف اتنا ہی معلوم ہوتا ہے جسطرح سے توبہ واستغفار گناہون کو محو کرنے مین اثر رکھتے ہین۔ پس اسیطرح سے حب علی بھی اور یہی حال حدیث نمبر ۲-۵ کا ہے۔

حدیث نمبر ۳ سے کوئی تعلق دعوے کو نہین معلوم ہوتا۔

حدیث نمبر ۴۔ صرف یہ بتاتی ہے کہ تہتر فرقون مین سے صرف ایک کی بخشش ہے اور ایک فرقہ کی بخشش کے سوا دو اور دس کی بخشش کا کون قائل ہے۔ جس کے ہونیکیلئے یہ حدیث پیش کی ہے۔ اس حدیث سے کونسا فقرہ مدعی کے مقصود پر دلالت کرتا ہے جس کو وہ واضح نہین کرتا۔

چونکہ کافی سے زائد اس تنقیح پر بحث کر لی گئی ہے لہذا اس تنقیح کو بحق مجیب مدعا علیہ فیصل کرتا ہون اور مدعی کو باطل پر قرار دیتا ہون۔

تنقیح-۲

تنقیح ۱ مین ہر پہلو سے وضاحت کے ساتھ بحث ہو چکی ہے یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ جہنم کا وعدہ گناہگار وغیر مستغفرین سے ہے مومن ہون خواہ کافر مومن کا عمل درست نہین اور توبہ نہین کی ہے تو ہرگز وہ جنت مین نہ جاوے گا لہذا یہ تنقیح بھی بحق مدعا علیہ مجیب فیصل کیجاتی ہے خلاف مدعی کے۔

تنقیح-۳

مدعی کو خیال ہے جہنم جا کر کوئی نہین نکالا جاسکتا اور اس بارے مین وہ والقیا فی جہنم کل کفار عنید اور ما ھم بخارجین من النار اور وعد اللہ المنافقین والمنافقات والکفار نار جہنم خالدین فیھا ابدا کو

پیش کرتا ہے۔ ادعا خیال کی تقویت دہی کے لئے شفاعت سے بھی انکار کرتا ہے
اور آیہ وما تنفعہم شفاعة پیش کیا ہے مجیب نے اپنی تقریر مین کوئی جواب
نہین دیا ہے حالانکہ کہنا چاہئے تھا یہ آیات اور اسکے مثل کفار ومنافقین سے
مخصوص ہین اور انکا خصوصیت سے ذکر ہے بیشک کفار ومنافقین جہنم سے نہ
نکالے جائینگے لیکن مومن گنہگار مستغفر کا ان آیات مین کہین ذکر نہین ہے بخصوص
جب ہم ذیل کی آیت کو دیکھتے ہین خدا فرماتا ہے۔ فاما الذین شقوا ففی النار لہم فیہا
زفیر وشہیق خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ما شاء
ربک ان ربک فعال لما یرید (سورہ ہود) اور جو لوگ بدبخت ہین وہ دوزخ
مین ہونگے اور اسمین انکی ہائے واے اور چیخ پکار ہوگی وہ لوگ جب تک آسمان وزمین ہے
ہمیشہ اسی مین رہینگے مگر جب تمہارا پروردگار چاہے بیشک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے
کر گذرتا ہے الا ما شاء ربک صاف وصریح ہے عذاب کے بعد جہنم سے خدا نکال
لیتا ہے۔ یہ وہی عاصیان امت ہین اور گنہگار مومن ہین جو بے توبہ مرے اپنی
سزا بھگت کر جہنم سے نکلین گے۔

اسیطرح سے آیۂ ماتنفعہم الشفاعة مین شفاعت کا انکار کیا ہے جو ضروریات دین سے
ہے اور جسکا منکر اجماعًا کافر ہے۔ اور کثیر اخبار سے شفاعت ثابت ہے لیکن اس آیہ مین
بھی شفاعت کا انکار صرف کافر ومنافق سے ہے اور یہ آیہ مخصوص ہے۔ مخصین سے مدعی نے
یہ ثابت نہین کیا ہے کہ آیہ مین مومن شامل ہے جسکا ثبوت اوسی کے ذمہ تھا۔ لہذا یہ
تنقیح کو بھی بحق مجیب مدعاعلیہ فیصل کرتا ہون خلاف مدعی کے۔

تنقیح نمبر ۴

مدعی نے اپنے ثبوت مین یہ آیہ پیش کیا ہے فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ
انس ولا جان (سورۂ رحمن) اس آیہ سے وہ ثابت کرتا ہے کہ حساب وکتاب
قیامت مین کچھ بھی نہین ہے پھر جو مرنے پر بہشت مین گیا بہشت مین رہا جہنم مین جو گیا
وہ جہنم مین رہا جہنم سے نکل کر جنت مین جانا کیسا

افسوس ہے مجیب نے اسکا بھی کوئی جواب نہیں دیا ہے حالانکہ مدعی صریحاً قرآن مجید کا منکر ہے پل صراط حشر ونشر میزان اعمال حساب وکتاب سبھی کا منکر ہے جو صریحی کفر ہے منجملہ سینکڑوں آیات کے خلاف مدعی صریحی یہ آیت موجود ہے۔

الیوم تجزون کل نفس بما کسبت لا ظلم الیوم ان اللہ سریع الحساب (سورۂ مومن) آج ہر شخص کو اوسکے کئے کا بدلہ دیا جائیگا۔ آج کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا بیشک خدا بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

جو آیت مدعی نے سورۂ رحمن کی پیش کی ہے اوسمیں کافر سے سوال وجواب کا انکار ہے کافر سے پوچھ گچھ کا ہے کی۔ یعرف المجرمون بسیماھم فیوخذ بالنواصی والاقدام (سورۂ رحمن) گنہگار لوگ تو اپنے چہروں ہی سے پہچان لئے جاوینگے اور جہنم میں ڈال دئیے جاوینگے۔

اس تنقیح کو بھی میں مدعی کے خلاف فیصل کرکے پورے دعوے کو مدعی کے خلاف فیصل کرتا ہوں کیونکہ اوسکے حق میں کوئی تنقیح فیصل نہیں ہے اور اوسکے معتقدات پر کفر کا فتوی دیتا ہوں۔

جناب آدم علیہ السلام آسمان پر خلق نہیں ہوسے اور نہ جنت موعودہ مومنین میں داخل ہوسے اور نہ اوس سے نکالے گئے جنت میں داخل ہونے کے بعد نکلنا محال ہے۔

تنقیح طلب حسب ذیل امور ہیں —

(١) — کیا آدم آسمان پر خلق نہیں ہوئے —

(٢) — کیا آدم جنت موعودہ مومنین میں داخل نہیں ہوئے اور نہ اوس سے نکالے گئے

(٣) — کیا جنت موعودہ مومنین میں داخل ہو کر نکلنا محال ہے —

پہلی اور دوسری تنقیح کے ثبوت میں مدعی آیات ذیل کو
پیش کرتے ہیں

١ — انی جاعل فی الارض خلیفۃ

٢ — منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخریٰ

ضمیر کم کی ہے جسمیں آدم داخل ہیں —

استدلال یہ ہے کہ آدم زمین ہی کے خلیفہ بنائے گئے اور مثل دیگر بنی آدم کے زمین ہی سے خلق ہوئے جنت و آسمان پر کہاں گئے اور کیا ضرورت تھی —

مجیب اسکے خلاف میں آیۂ ذیل سے استدلال
کرتے ہیں —

یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ —

میں نہیں سمجھتا مدعی پہلی آیت کو کس لئے مفید قرار دیتے ہیں زمین کی خلافت کے لئے آسمانوں پر خلق ہونا یا جنت میں جانا کیا منافات رکھتا ہے اسیطرح زمین سے کسی کا خلق کیا جانا زمین ہی پر خلق ہونے کو کب مستلزم ہے درانحالیکہ بعض اخبار میں حضرت آدم کی مٹی کا آسمان پر ملائکہ کا لیجانا مذکور بھی ہے — لیکن مجیب یہیں سے کوئی بات نہیں کہتے وہ ایک ایسی بات کہتے ہیں جسسے مدعی کے دعوی پر کوئی اثر نہیں ہوتا جو آیت اونھوں نے پیش کی ہے اوسمیں آسمان کا کہیں ذکر نہیں ہے ہاں جنت کا ذکر ہے جو سکونت کو ثابت کرتی ہے اور جنت کا آسمان پر ہونا اگر ثابت بھی ہوجائے تب بھی سکونت سے زائد ثابت نہ ہوگا جسکو اخبار نے چند ساعت کہا ہے خلقت کا جنت میں ثبوت کیا ہوگا —

مین جنت اور چیزون کو بھی کہا ہے مثلا حدیث رسول ہے انا مدینة الجنة
وعلی بابها مین شہر جنت ہون اور علی اوسکا دروازہ ہین -
اور قرآن مجید مین حیواۃ دنیا کو بھی جنت کہا ہے واضرب لهم مثلا رجلین جعلنا
لاحدهما جنتین الایہ - اور حدیث مشہورہ الدنیا سجن
المؤمن و جنة الکافر اور تفسیر برہان مین ظہور قائم آل محمد مین ایک
طولانی حدیث نقل کی ہے جسمین معصوم نے فرمایا ہے - و عند ذالک
تظهر الجنتان المدهامتان عند مسجد الکوفة
و ما حوله بما شاء الله - لہذا لفظ جنت مشترک ہے اور قرینہ
چاہتی ہے استعمال کے لئے مجیب نے کوئی واضح قرینہ بھی نہین بیان کیا خصوصا جبکہ
یہ بات مسلم ہے کہ جنت خلد دار تکلیف نہین پھر حضرت آدم کو ممانعت درخت کے قرب کی
لا تقربا هذه الشجرة اور حضرت آدم و حوا کا شیطان سے دہوکھا
کھانا اور اوس درخت سے نوش کرنا اور خدا کا عتاب اور اخراج جنت سے جسکا ذکر
قرآن مجید مین بصراحت موجود ہے - اور انکار کرنا قرآن کو جھٹلانا ہی - یہ سب قرینہ واضح کہ
کہ وہ جنت خلد نہ تھا لہذا مین مجیب سے اس تنقیح مین موافق نہین اور اوسکے خلاف فیصلہ
کرتا ہون - اور چونکہ مدعی بھی معقول کوئی دلیل پیش نہین کر سکے پس باوجودیکہ
دعوی اونکا ثابت ہے دوسرے ادلہ سے لیکن اوسکے لئے کوئی غلبہ مجیب پر نہین ہے -

تنقیح نمبر ۳

مدعی کا بیان ہے قرآن مجید مین ہے ولا یمسهم فیها نصب
وما هم منها بمخرجین - مجیب جواب مین دوسری
آیت پیش کرتے ہین قصہ حضرت آدم مین ہے - فاخرجهما مما
کانا فیه آدم و حوا جس جنت مین تھے اوسی سے نکالے گئے -

خدا نے خود جنت سے نکلنا بتایا ہے کوئی شخص نہیں کہ حضرت آدم و حوا جو جنت
مین تھے اوس سے وہ ہمیشہ کے لئے خارج ہو گئے لیکن جبکہ مدعی اسکو جنت الخلد
نہیں کہتا جنت ماوی کہتا ہے اور مجیب نے دعوی ہی رد کیا نہیں کی لہذا مجیب کا
صرف اسقدر کہ ہمیشہ نہ رہنا کافی نہیں مجیب کو ثابت کرنا تھا جنت خلد سے نکلنا
محال نہیں اور درحقیقت یہ بھی ایسا ہے کہ جنت الخلد سے جاکر نکلنا قرآن مجید و احادیث
کے خلاف ہے قرآن مجید میں ہے۔ ویبشر المؤمنین الذین یعملون
الصالحات ان لهم اجرا حسنا ماکثین فیه ابدا
(سورہ بنی اسرائیل) اور مومنون کو اس بات کی خوشخبری دو کہ ان کے لئے بہت
اچھا اجر ہے جسمین وہ ہمیشہ رہیں گے قرآن مجید مین صاف و صریح ہے۔
واما الذین سعدوا ففی الجنة خالدین فیها مادامت
السموات والارض۔ (سورۂ ہود) اور جو لوگ نیک بخت ہین وہ بہشت مین ہونگے
جب تک آسمان و زمین باقی ہین وہ ہمیشہ اوسی مین رہین گے۔
اور جن حدیثون مین جنت سے جاکر نکلنا مذکور ہے ان سے جنت الخلد مراد نہین ہے
احادیث و اقوال علما بکثرت موجود ہین اور یہ بھی تاویل ہے جو خلاف ظاہر ہے کہ
خلود اونھین کے لئے ہے جو بعد اطاعت استحقاقاً جاوین جنت مین بطور جزا
بلا استحقاق جنت مین جانے کا کہان ذکر ہے جو خلود مین شرط استحقاق لگائی
جائے اور اهبطوا سے استدلال بھی غلط ہے۔ اهبطوا مصرا اور یا نوح
اهبط بھی وارد ہوا ہے۔ خلد کی وجہ تسمیہ بھی یہ ہے جہان جاکر نہ نکل سکے
لہذا مین اس تنقیح کو بحق مدعی فیصل کرتا ہون۔
اور مجیب کے خلاف اس دعوے کا فیصلہ کرتا ہون۔

مدعی کہتا ہے کہ شیطان نہ آسمان پر گیا اور نہ جا سکتا ہے اور نہ جنت میں شیطان جا سکتا تھا اور نہ جنت جھوٹ بولنے کی جگہ ہے۔

اس دعوے کے تنقیحات حسب ذیل ہیں

(۱) کیا شیطان آسمان پر نہیں گیا اور نہ جا سکتا ہے۔
(۲) کیا شیطان جنت میں نہیں جا سکتا۔
(۳) کیا جنت جھوٹ بولنے کی جگہ ہے۔

ہر سہ تنقیح کا فیصلہ میں ساتھ کرتا چاہوں

چونکہ مدعی اور مدعا علیہ نے تینوں تنقیحوں میں ایک ہی استدلال کیا ہے۔
مدعی کا بیان ہے
انا زینا السماء الدنیا بزینۃ الکواکب
و حفظا من کل شیطان مارد۔
دوسری آیت پیش کی ہے

لا یسمعون فیھا لاغیۃ

جنت جھوٹ بولنے کی جگہ نہیں ہے۔

مجیب صرف ذیل کی آیت کو جواب میں پیش کرتے ہیں

اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس

چونکہ جنت میں حضرت آدم تھے اور ابلیس جنت میں نہیں گیا اور جھوٹ نہیں بولا تو سجدہ کا کیوں حکم ہوا۔ چونکہ مجیب کے ذہن میں یہ راسخ ہے کہ جنت آدم وہی جنت الخلد ہے لہذا یہی پیش کردہ آیت سے استدلال میں وہ حق بجانب ہیں۔ لیکن درحقیقت جنت الخلد نہ جھوٹ بولنے کی جگہ ہے جیسا کہ مدعی نے آیت سے استدلال کیا ہے اور اوسکے مثل اور آیات واحادیث موجود ہیں۔ خدا فرماتا ہے

لا یسمعون فیھا لغوا ولا کذابا (سورہ نبا)

نہ وہاں بیہودہ بات سنیں گے اور نہ جھوٹ

اور نہ جنت خلد شیطان کے جانے کی جگہ ہے لہذا تنقیح ۲ و ۳۔

بحق مجیب فیصل نہیں ہو سکتیں۔

تنقیح اول کے متعلق بعض اخبار احادیث میں شیطان کا ابتداءً آسمان پر جانا مروی ہے۔ اور اگر ملائکہ کو آسمان ہی سے مخصوص قرار دیں تو آیۂ فسجدوا الا ابلیس سے معلوم ہوتا ہے کہ خطاب سجدہ کا ملائکہ سے تھا لہذا اوسوقت وہ بھی آسمان پر ہوگا۔

لیکن مدعی کی پیش کردہ آیت اور اوسکے ہم معنی آیات بتا رہی ہین کہ شیطان آسمان پر نہین جاسکتا اسلئے کہ خلقت کواکب آسمان پر دو غرضون کے واسطے ہوئی ہے ایک زینت دوسرے حفظ شیطان۔ خلاق عالم نے جب خلقت کواکب کی اگر اوسوقت صرف ایک ہی غرض تھی خلقت کی اوسکا آیت مین ذکر نہیں ورنہ جیسے کواکب آسمان پر خلق ہوے اونکی ابتدا سے بھی دو غرضین ہونگی مگر یہ کہ ابلیس و شیطان مین فرق کیا جاوے اور کہین کہ شیطان آسمان سے ممنوع ہے اور ابلیس جسکا ذکر قصۂ آدم مین ہے وہ شیطان نہین ہے لہذا وہ آسمان پر جاسکتا ہے مگر مجبوری یہ ہے کہ دعوے مین لفظ شیطان ہے ابلیس نہین ہے۔

دوسری آیت مین ہے

وحفظا من کل شیطان مارد لا یسمعون الی الملاء الاعلی ویقذفون من کل جانب دحورا الی آخر الآیہ

(سورۂ والصافات)

شیطان آسمان پر نہین جاسکتا اس آیہ سے بھی ثابت ہے لیکن بعض احادیث کا مفہوم ہے کہ قبل ولادت حضرت عیسی شیطان آسمان پر جاتا تھا۔ وہ اخبار آحاد ہین اور سند بھی ضعیف ہے۔

بعض اخبار مین ہے کہ شیطان پیشتر خازن فلک پنجم تھا ایک روایت مین ہے کہ وہ خازن جنت تھا لیکن یہ سب احاد ضعیف ہین اور آیات صریحہ کے بھی خلاف ہین۔

بعض نے شیطان کو صنف ملائکہ سے کہا ہے اور جبکہ وہ ملک ہے تو افلاک جنت میں آمد و رفت ممکن ہے یہ استدلال بھی غلط ہے۔

سورۂ کہف میں ارشاد ہے

کان من الجن ففسق عن امر ربہ۔ جن کی صنف سے کہا گیا اور پھر شیطان کے فاسق ہو جانیکا بھی ذکر ہے اور ملائکہ کے بارے میں خدا کا ارشاد ہے۔

لا یعصون اللہ ما امرھم

مذکورہ وجوہ سے میں مجیب کی تاشید سے معذور ہوں اور اپنے فیصلہ کو اسی اختصار و اجمال پر ختم کرتا ہوں۔

کتبہ الاحقر السید احمد عفی عنہ

۲۵۔ رجب المرجب سنہ ۱۳۴۰ ہجری

مینے فیصلہ سن لیا

العبد

سید امجد حسین۔ تاریخ ۲۵ رجب سنہ مطابق ۲۵۔ مارچ سنہ ۱۹۲۲ عیسوی

چونکہ مدعی کے منجملہ اقوال باطلہ کے ایک قول یہ بھی ہے۔
کہ وہ قصۂ ترک اولی سے حضرت آدم ؑ کے جس کا قرآن مجید مین
متعدد مقام پر ذکر ہے انکار کرتا ہے۔ اور مراد آدم سے نبی آدم لیتا ہے۔
ہرچند کہ میرے روبرو اوس کے دعوے کا ذکر نہین ہے اور اوس کے
فیصلہ کی بھی مجھکو ضرورت نہین ہے لیکن یہ بتا دینا ضروری ہے کہ دعوے
نمبر ۲ و نمبر ۳ سے وہ اپنے اس دعوے باطل مین کوئی فایدہ
نہین اوٹھا سکتا ہے۔
جس جنت مین سکونت حضرت آدم تھی وہین ترک اولی بھی ہوا ہے
شیطان بھی گیا اور وہین سے اخراج حضرت آدم ہوا اور ترک اولی خلاف
عصمت نہین ہے۔
اگر یہ دعوی بھی کبھی میرے روبرو پیش ہوگا تو مفصل اس بارہ مین
رائے دونگا۔

المشتہر احمد علی عفی عنہ

ضمیمہ قول فیصل

منجانب قبلہ و کعبہ جناب مستطاب مولانا سید احمد صاحب مجتہد العصر مد ظلہ العالی

باسمہ سبحانہ

واضح ہو کہ مناظرہ حکیم سید محمد حسین صاحب ساکن گیا جو کہ مولانا سید محمد سجاد صاحب دام مجدہ سے تحریر روبرو ہوا تھا اور حسب قرارداد میں حکم قرار پایا تھا میں نے پرچے اپنی تحریر و فیصلہ مورخہ ۵ ماہ رجب ۱۳۴۲ھ لکھکر مناظرہ کو سنایا اور نقل اوسکی خدمت بابرکت عالیشان رکن الزمان جناب میرزا محمد صاحب و نعلینا فداہ قبلہ اقبالمین بذریعہ مولوی سید محمد نصیر صاحب مجیدی بھی بعد میں معلوم ہوا کہ بار دگر صاحب سے شمس العلماء مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ دامت برکاتہ نے اوس تجویز کو حاصل فرما کر چند مقامات پر اپنی رائے تحریر فرما کر واپس فرمایا اور مولانا نے مجھسے بھی یاد فرمایا کہ بر بناء اتحاد اوس تحریر پر چند مقامات میں اضافہ کیا گیا ہے۔

چونکہ فیصلہ مشتہر کیا جا چکا تھا اب اسمیں شمول کسی عبارت کا خلاف روایت آداب تھا لہذا میں نے کسی جدید تحریر کا الحاق مناسب سمجھا اور اوسی اتحاد کی بناء پر اضافہ کر کے بطور ضمیمہ قول فیصل شائع کرنا مناسب جانا تاکہ منشاء جناب شمس العلماء کا پورا ہو۔ واضح رہے کہ جو کچھ جناب شمس العلماء نے تحریر میں اضافہ فرمایا وہ چند حیثیتیں رکھتا ہے۔

(۱) نقل میں کاتب کی غلطی سے صفحہ ۸ میں "اولی بالمجاز" لکھ گیا تھا جسکی تصحیح فرمائی گئی اور "اولی من المجاز" تحریر فرمایا جسکا میں شکرگذار ہوں۔

(۲) تائید میری تحریر صفحہ ۱۵ پر حسب ذیل اضافہ فرمایا ہے وہ فاظہر کی لئے روایات جو عنوان ایمان پر جزائے جنت کرتے ہیں اونسے اس بات کا استفادہ مشکل ہے خصوصاً دعبل کو دیکھتے ہوئے) کہ مومن چاہے مرتکب کبائر کیوں نہ ہو اوس سے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے کیونکہ بنا بر تفسیر کے جسمیں ایمان میں عمل بالارکان بھی مشروط ہے مدعی کا استدلال غلط ہے اسلئے کہ مومنین سے مومنین عاملین بالطاعات مراد ہونگے نہ غیر اور اگر ایمان میں عمل بالارکان ماخوذ نہ ہو تو تب بھی چونکہ ایمان قبول عمل میں مشروط ہے اسلئے معناً اولی کو ذکر کر کے بنا بر ترجیح جزا کا وعدہ فرمایا ہے اس سے ہرگز یہ نہیں نکلتا کہ مومنوں کو عام اجازت ذنوب کی ثانیاً جسطرح ایمان میں ایمان باللہ شرط ہے ویسے ہی ایمان بالکتاب بھی جب ذنوب کی اجازت دیجاتی ہے تو ایمان بالکتاب کہاں ثابت ہے لہذا یہ آیات اونکو فائدہ بخش نہیں ہیں خاصکر یہ شکریہ قبول ہے

(۳) صفحہ ۱۶ قول فیصل میں ہمنے لکھا ہے کہ وہ آیہ نمبر ۶ تو اصل مدعی کے مطلوب کی دلیل نہیں ہے الخ

جناب ناظر محترم نے جو کچھ اس مقام پر لکھا ہے وہ بالکل غیر متعلق ہے تحریر فرماتے ہیں "وہ غالباً مدعا علیہ کا مقصود یہ ہوگا کہ اس سے مراد خاص شخص ہے عام نہیں جیسا کہ تفسیر آیہ میں موجود ہے" نہ مدعا علیہ نے اس بارے میں کچھ لکھا ہے جس سے اونکا مقصود پیدا کرنے میں کوشش کیجاوے اور نہ اس بارے میں مدعا علیہ سے کوئی اختلاف کیا گیا ہے ہمنے خود ظاہر آیت سے بحث کی ہے اور تفاسیر سے بحث کرنا طول خیال کیا ہے جیسا کہ اس صفحہ میں ہمنے صاف لکھدیا ہے کہ "اگر ہم تفاسیر کیطرف رجوع کرتے تو بحث کو طول ہوتا" جب ظاہر آیات بھی مدعی کے موافق نہیں جن سے وہ تمسک کرتا ہے تو تفسیر جسمیں خاص امام حسین علیہ السلام کا مراد ہونا مذکور ہے وہ کب مدعی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

(۴) وہ مقامات ہیں جنپر جناب شمس العلماء نے ایرادی حیثیت سے نظر فرمائی ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

جناب ناظر محترم فرماتے ہیں "جنت سے نکلنا بعد جزا ثابت ہے لیکن قبل روز جزا نہ نکلنا اس پر عقلی دلیل ہے نہ نقلی" قبر میں معذب ہونا یہ بعد کی تقسیم کس عقیدہ کی رو سے کی گئی ہے آیات تو مطلق ہیں اور یہ اطلاق ہی دلیل ہے۔

"۵- اسی صفحہ ۲۳ میں آپ نے لکھا ہے "وہ اور یہ بھی تاویل ہے جو خلاف ظاہر ہے کہ خلود ان مومنین کے لئے ہے جو بعد اطاعت استحقاقاً جاویں جنت میں بطور جزاء"

جناب ناظر محترم فرماتے ہیں "اگر تاویل ہے تو معترض اسکے خلاف ثابت کرنا چاہئے اور وہ کہیں موجود نہیں"
اگر ظواہر قرآن ہیں تو اطلاق آیات کا اور ظہور انکا بھی دلیل قاطع ہے اور خلاف ظاہر ہے وہی تاویل ہے جسکے تاویل ہونے سے جناب ناظر محترم کو بھی اختلاف نہیں ہے تو اب یہ بتانا چاہئے کہ قرآن کی تاویل کس صورت میں ہونا جائز ہے اور تاویل سے جائز ہے یا روایت وتفسیر امام سے اور وہ روایات کون سے ہیں اور قرآن وحدیث کے تعارض میں ترجیح حدیث کو ہے یا قرآن کو۔

اسی صفحہ ۲۴ میں آپنے لکھا ہے "بلا استحقاق جنت میں جانے ہی کا کہاں ذکر ہے جو خلود میں شرط استحقاق لگائی جاوے"

جناب ناظر محترم فرماتے ہیں "حدیث معراج میں پیغمبر کا جانا نیز حوران بہشتی کا نزول نیز رضوان کا ورود یہ سب مذکور ہے۔
جناب ناظر محترم کو ثابت کرنا چاہئے کہ وہ جنت الخلد ہی تھا اور انبیاء میں جنت السند والدلالۃ تام بھی ہوں اور قطع نظر اسکے واضح ہو ہے کہ پیغمبر و حوران بہشتی و رضوان بلا استحقاق جنت میں گئے ہیں اس اعتقاد سے بھی برائت کرتا ہوں میرا یہ اعتقاد ہے کہ اولین ما میں کسی نبی وصی نبی کو یہ شرف عطا نہیں ہوا اور مخصوص حضرت ختمی مرتبت سے تھا جو انجناب کے کمال استحقاق کی دلیل ہے اور محض تفضلاً استحقاق تو خلاف انصاف اور ترجیح بلا مرجح ہوگی تعالی اللہ عن ذلک اب ملاحظہ ہو ارشاد ذیل۔

باسمہ سبحانہ۔ اگر مقصود اس کلام سے یہ ہے کہ معاذ اللہ حضرت اہل نہ تھے تو ہرگز صحیح نہیں ہے اور اگر مقصود یہ ہے کہ تفضلاً خداوند عالم نے یہ شرف عطا فرمایا تو اس اعتقاد کا بطلان ثابت نہیں ہے۔ محمد باقر عفی عنہ بقلمہ ..... بیشک اہلیت استحقاق کیساتھ جناب ہی کا تفضل ہے نا استحقاق نہیں رکھنا البتہ محض تفضل بلا اہلیت کوئی معنی نہیں رکھتا اور خلاف اعتقاد اہل اسلام ہے۔

۷- صفحہ ۲۴ میں آپنے لکھا ہے کہ درحقیقت جنت الخلد نہ جھوٹ بولنے کی جگہ ہے جیساکہ مدعی نے آیت سے استدلال کیا ہے علاوہ اسکے عقل اور آیات و احادیث موجود ہیں قطع نظر ان لا یسمعون فیہا لغوا ولا کذابا" جناب ناظر محترم فرماتے ہیں "یہ سب جزاء کے بعد کے مراحل ہیں" اس ارشاد کا صاف یہ مطلب ہے کہ قبل جزا جنت بھی جھوٹ بولنے کی جگہ ہے پھر جھوٹوں کو بھی جنت سے مایوس نہ ہونا چاہئے۔ مجھکو اس اعتقاد سے بھی برائت ہے میں یوم خلقت سے جنت کو ہر عیب سے پاک و منزہ سمجھتا ہوں۔

اب ملاحظہ ہو ذیل کا ارشاد۔

باسمہ سبحانہ۔ جنت کذب لغو کا مقام نہیں ہے ہمیشہ سے جنت ان عیوب سے پاک ہے۔ واللہ العالم محمد باقر عفی عنہ بقلمہ